# شیخ محمد عاشق پھلتیؒ[1]

جناب مسعود انور علوی ایم علیگ

یہ مشہور و معروف ہستی کسی تعارف کی محتاج نہیں۔ جن کا نام نامی دنیا کی اس نامور، روشناس اور عظیم المرتبت شخصیت حضرت حکیم الامت، ولی النعمت، امام الطریقت شاہ ولی اللہ محدث دہلویؒ جیسی ہستی کا عنوان ہے۔ جن کے وہبی اور اکتسابی علوم کا سمندر اور نتھرا ہوا چشمہ آج بھی چاروں طرف زور و شور سے اُبل رہا ہے۔ جنھوں نے طالبان راہ حق کو صلائے عام دی اور اپنے فیض صحبت سے اہل دنیا کو نہال کر دیا نیز اپنی ہمہ گیری سے تاریخ اسلام میں ایک زریں باب کا اضافہ کیا۔ جن کی علمی و ادبی، معقولی و منقولی، فلسفیانہ و صوفیانہ بحثیں علماء صوفیاء کی روح و جان ہیں اور ان کو عصر حاضر کے سامنے لانے میں پیش پیش اور سب سے پہلا نام اس ہستی کا آتا ہے جس کے ضمیری جوہر حقانی قابلیتوں سے روز ازل سے ہی درخشاں تھے۔ جو شاہ صاحب کی محرم راز

---

[1] زیر نظر مضمون شاہ محمد عاشق پھلتیؒ کی شہرۂ آفاق و نادر تالیف القول الجلی فی آثار الولی کی مدد سے مرتب کیا گیا ہے۔ جس کا ایک نایاب نسخہ خانقاہ کاظمیہ کاکوری میں موجود ہے۔ میرے لیے یہ بات بڑی باعث انبساط و صد افتخار ہے کہ وہاں کے صاحب سجادہ محترم مولانا شاہ مصطفیٰ حیدر صاحب قلندر نے مجھ جیسے بے بضاعت کو اس سے استفادہ کا شرف بخشا اور ان کے فاضل و محقق برادر گرامی مولانا شاہ مجتبیٰ حیدر صاحب قلندر نے جا بجا مضمون کی ترتیب میں میری بڑی اعانت فرمائی۔ جزاہ هما اللہ تعالیٰ خیر الجزاء۔ نیز یہ بات بھی ذہن نشین ہو گئی کہ واقعی اہل علم طالب علموں پر اپنے دروازے کبھی بند نہیں کرتے۔ یہ حضرات ہمیشہ سے طالبان علم کے واسطے اپنے دروازے وا کیے رہے۔ میرا خیال ہے کہ یہ محض افترا اور بہتان ہے کہ وہاں کے سجادہ نشین اس کے مطالعہ کی اجازت دینے سے بھی گریز کرتے ہیں۔ ۱۲ منہ

اور آئینہ کمال نیز آپکی تصانیف کی بانی و محرک تھی۔ یہ تھے شاہ محمد عاشق المخاطب بالعلی پھلتیؒ۔ آپ کے مقبول اور منظور نظر، خلیفہ خاص اور مرید باختصاص اور نسبت ظاہری سے آپ کے برادر نسبتی اور ماموں زاد بھائی نیز آپ کے صاحبزادوں کے پیر خرقہ اور مربی باطنی۔

آپ کی ولادت ۱۰ ماہ رمضان المبارک ۱۱۱۰ھ کو ہوئی۔ آپ کا تاریخی نام محمد غازی ہے آپ شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے ماموں حضرت شیخ عبیداللہ صدیقیؒ کے صاحبزادہ تھے۔ جو پھلت ضلع مظفر نگر کے رہنے والے تھے۔ چونکہ علوم ظاہری و باطنی کے ذوق سے دماغ پہلے ہی سے آشنا تھا لہذا روحانی صدائیں متواتر کانوں اور قلب میں گونج رہی تھیں اور ہمہ وقت وہ بیش بہا اور غیبی سرمایہ موجود تھا جس کے ہوتے ہوئے مزید کسی امداد، سہارے اور سرمایہ کی ضرورت نہ تھی۔ عمر کا ابتدائی حصہ اعلیٰ درجہ کی تربیت میں گزرا۔ ابتدائی تعلیم اپنے جد مادری شیخ عبدالوہابؒ سے اور متوسطات اپنے جد بزرگوار شیخ محمدؒ سے اور قدرے شرح کافیہ اور شرح ملا اپنے عم محترم حضرت شاہ حبیب اللہؒ سے پڑھیں اور تکمیل کتب حضرت شاہ ولی اللہؒ کی خدمت میں حاضر ہو کر کی۔ اپنے والد ماجد، عم محترم نیز شاہ صاحب رحمہم اللہ سے خرقہ اجازت و خلافت حاصل کیا۔ تعلیم باطنی کی بسم اللہ جد محترم حضرت شیخ محمدؒ اور والد معظم حضرت شیخ عبیداللہ صدیقیؒ کرا چکے تھے۔ جد محترم رحمۃ اللہ علیہ نے ایک روز آپ کی طرف متوجہ ہو کر فرمایا ؎

ہر وقت خوش کہ دست دہد مغتنم شمار کس را وقوف نیست کہ انجام کار چیست

(جو اچھا وقت میسر آجائے اسے غنیمت سمجھو اس لیے کہ کسی کو نہیں معلوم کہ کام کا انجام کیا ہے)۔

اور ایک دوسرے وقت آپکو مخاطب فرما کر یہ شعر پڑھا۔ ؎

خیال زلف تو پختن نہ کار خاماں ست کہ زیر سلسلہ رفتن طریق عیاری ست

(تیری زلف کا خیال خام کاروں کا کام ہے۔ اسلئے کہ زنجیر کے نیچے آنا ہوشیاری کا کام ہے)

(آپ اس زمانہ میں اُن سے بوستان سعدی پڑھتے تھے) والد محترمؒ نے آپ کو مخاطب کر کے آیۃ کریمہ فَفِرُّوا إِلَى اللَّهِ إِنِّي لَكُم مِّنْهُ نَذِيرٌ مُّبِينٌ تین بار تلاوت فرمائی " ہماں معنی گویا

تخم شوقِ سلوکِ طریقت گردید" گویا باپ دادا نے سلوک طریقت کے شوق کا تخم دل میں بو دیا تھا۔[۱۲]
آپ نے شیخ بزرگ شاہ عبدالرحیم صاحبؒ اور اپنے والد و چچا سے بعض اشغال طریقت کی تعلیم حاصل کی اور ان کے حلقہ مراقبات میں بھی حاضر رہے لیکن کما حقہ جمعیت قلبی وکشود کار نہ ہو سکا کیونکہ وہ تو حضرت شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے ذریعہ مقدر ہو چکا تھا۔

بدو شعور سے ہی سیر وسفر میں آنجنابؒ کی معیت سے متعدد بار مشرف ہوئے۔ نیز سفر وحضر میں آپکی بیش بہا صحبتوں سے فیض یاب اور توجہات عالیہ سے بہرہ یاب ہوئے۔ کمسنی ہی سے شاہ صاحبؒ سے طریقت کا تعلق اور رابطہ قائم کر لیا تھا۔ آپ کے واردات ومکاشفات بخوبی جذب کر لینے کی صلاحیت واستعداد پیدا ہو گئی تھی۔ شاہ صاحبؒ اپنی ایک تصنیف میں تحریر فرماتے ہیں "والد ماجد نے اپنی زندگی کے اواخر میں ایک روز مجھ سے شاہ محمد عاشقؒ کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ تم دونوں آپس میں دوستی رکھنا اور یہ دوستی میری مسرت وخوشی کا باعث ہوگی"۔ والد ماجدؒ کی یہ پیشن گوئی اس وقت ظاہر ہوئی جب انھوں نے اس حقیر سے طریقت کا تعلق اور رابطہ قائم کیا۔ مجھے امید ہے کہ میری اور ان کی یہ دوستی بیشمار فوائد کی ضامن ہوگی۔"

آپ روز ازل سے ہی صاحب استعداد تھے۔ شاہ صاحبؒ نے آپکی فطری صلاحیتوں کو اس طرح ابھارا کہ آپ حضرت کے اسرار ومعارف کے مخزن اور آئینۂ کمال۔ اور حضرتؒ کے علمی افکار کلیتاً جذب کر کے آپکا نقش ثانی بن گئے۔ شاہ صاحبؒ کی ہمہ وقت صحبت نے سونے پر سہاگہ کا کام کیا اور محمد عاشق صاحبؒ کا قلب فیض خاص کا مسکن بن گیا۔ مرشد کامل کی کیمیائے نظر نے آپ کے آئینۂ قلب پر وہ صیقل کی کہ آپکی ذات صفات مرشدی کا پرتو کامل بن گئی۔

آپ گو کہ شاہ صاحبؒ سے عمر میں چار سال بڑے تھے۔ لیکن بزرگی تو بڑی بات کبھی شاہ صاحبؒ کی ہمسری کا خیال بھی دل میں نہ لائے اور بچپن سے سوائے طریقہ ادب واخلاص ونیاز مندی کے دعویٰ بزرگی نہ کیا۔

از ادب پُر نور گشت ایں فلک　　　واز ادب معصوم و پاک آمد ملک۔

آپ شاہ صاحبؒ سے اپنی عقیدت و نیازمندی کو ان الفاظ میں بیان کرتے ہیں :

" از اول بدو شعور محبت و خلوص حضرت ایشاں در دل وے ودیعت نہاد کہ در ایام صبا و طفولیت سوائے طریقۂ ادب و اخلاص معاملہ و محاورہ کہ فیما بین الاطفال می باشد یاد ندارم کہ ازیں بندہ بہ نسبت ایشاں بوجود آمدہ باشد بلکہ یاد دارم کہ حرفے کہ موہم ہمسری و قصور تعظیم و اجلال باشد ہرگز از زبان سر نہ زدہ و خطرہ کہ خالی از اعتقاد کمال باشد در دل خطور نہ کردہ بلکہ بسا اوقات الفاظے کہ در توصیف اولیائے کمل از اقطاب و اوتاد منقول اند بے اختیار در مدح آں جناب بر زبان جاری می شدند وازاں لذتے می گرفت و از آں جناب لطفے و کرمے کہ مبذول می شد سے

دل من داند و من دانم و داند دل من "

صفہ ۸۸، ۸۷ھ۔

" میرے ہوش سنبھالنے سے پیشتر ہی حضرت اقدس نے خلوص و محبت فطری طور پر میرے دل میں جاگزیں کر دی تھی۔ مجھے نہیں یاد پڑتا کہ بچپن سے لیکر ابتک کوئی ایسی بے تکلفانہ بات جو ہم عمروں میں آپس میں ہوتی ہے، حضرت اقدس کی شان میں اس غلام سے صادر ہوئی ہو بلکہ مجھے اچھی طرح یاد ہے کہ کوئی ایسی بات بھی جس سے آنجناب کی ہمسری اور بزرگی و تعظیم میں کمی اور کوتاہی مترشح ہوتی ہو کبھی زبان سے نہ نکلی۔ حتیٰ کہ کوئی خیال و خطرہ تک جو آپکے کمال اعتقاد سے خالی ہو دل میں نہ آیا بلکہ بیشتر اوقات وہ الفاظ جو اولیائے کاملین کی شان میں اقطاب و اوتاد سے منقول ہیں، آنجناب کی شان میں بے اختیارانہ زبان پر جاری ہو جاتے تھے اور اس سے مجھے بڑی لذت ملتی تھی اور حضرت اقدس کا بھی وہ کرم و عنایت جو اس غلام کے شامل حال تھا کیا بیان کیا جائے جیسے میرا اور میرا دل ہی خوب جانتا ہے "

شاہ ولی اللہ صاحبؒ کے والد ماجد شاہ عبدالرحیم صاحبؒ نے جب اپنے صاحبزادۂ عالی تبار کے ساتھ شاہ محمد عاشق صاحبؒ کی الفت و محبت و راسخ الاعتقادی ملاحظہ فرمائی تو از حد مسرور ہوئے۔ ایک بار انتہائی مسرت و خوشی کے عالم میں شیخ عبیداللہ صاحبؒ (شاہ محمد عاشقؒ کے والد) سے مخاطب ہو کر فرمایا کہ ہم ان دونوں کے باہمی تعلقات و روابط سے بہت خوش ہیں۔ شاہ محمد عاشقؒ بیان کرتے ہیں کہ ایک رات میں نے مبشرہ میں دیکھا کہ حضرت شیخ بزرگ (شاہ عبدالرحیم صاحبؒ) وضو کے ارادے سے بیٹھے ہیں اور اس غلام سے فرما رہے ہیں کہ تم اس جگہ کیوں نہیں رہتے اور شرح ہدایہ وغیرہ کی سماعت اپنے حضرت اقدس (شاہ ولی اللہ) سے کیوں نہیں کرتے۔ غلام نے گستاخانہ عرض کیا کہ جب وہی مجھ پر نظر عنایت نہیں رکھتے تو میرے اس مقام پر رہنے سے کیا حاصل۔ اسی دوران یہ دیکھا کہ حضرت اقدس تشریف لے جا رہے ہیں۔ حضرت بزرگ نے اپنے دست مبارک سے آپ کا دامن پکڑا اور خاکسار سے اشارہ کیا کہ اسے پکڑ لو۔ غلام نے لپک کر دامن مبارک تھام لیا جس سے اسکی عقیدت و محبت میں بدرجہا اضافہ ہو گیا[1]

شاہ صاحبؒ کی اکثر بلکہ بیشتر تصانیف کے محرک آپ ہی تھے اور مسودات کی صفائی شاہ صاحبؒ نے آپ ہی کے ذمہ رکھی۔ شاہ صاحبؒ نے اپنی تصنیف میں یہ عبارت آپ (شاہ محمد عاشقؒ) کے بارے میں جن الفاظ میں تحریر فرمائی ہے اس سے کس درجہ عنایت و بوئے یگانگت آتی ہے۔ لکھتے ہیں:۔

| | |
|---|---|
| ھو بحمد اللہ عتبۃ نعمی و دعاء علمی | وہ سراپا میری نعمت اور میرے علم کا خزانہ ہیں۔ |
| وحافظ اسراری وناظور کتبی بل ھو | میرے اسرار و معارف کی نگہداشت اور میری |
| کان الباعث علی تسوید کثیر منھا | کتابوں میں غور و خوض ان کا خاص مشغلہ ہے۔ |
| والمباشر لتبییضہ واظن ان علومی | بلکہ میری اکثر کتابیں انکی ہی تحریک سے لکھی گئی ہیں |
| تبقی فی الناس من جھتہ[2] | اور انھوں نے ہی اس کو صاف کیا ہے اور مجھے |
| | یقین ہے کہ لوگوں میں میرے علوم ان کے ہی ذریعہ |

[1] ص۴۸۴ ۔ [2] ص۴۹۵

اور دوسری جگہ تحریر فرماتے ہیں:

| | |
|---|---|
| ھٰذا امر منکم بدأ و الیکم یعود و | اس سلسلہ (افادات علمیہ) کا آغاز بھی تم سے |
| تلک کلمۃ کنتم احق بھا اھلھا | ہوا اور انجام بھی تم ہی پر ہوگا۔ رب معبود کی قسم |
| وحق الرب المعبود (۱) | تم ہی ان معارف کے سب سے زائد مستحق ہو۔ |

بلکہ اپنی معرکۃ الآرا تصنیف حجۃ اللہ البالغہ کے انتساب کو آپ ہی سے معنون کیا ہے۔ حسن اتفاق کہئے یا شاہ صاحبؒ کی بیّن کرامت کہ آپ کے بیشمار علوم و معارف کا ذخیرہ اور ان کا گنجینہ جو دراصل شاہ محمد عاشقؒ کا سینۂ بے کینہ تھا کے ذریعہ محفوظ رہا۔

بیس سال کی عمر میں جب جاذبات قویہ[۲] شاہ صاحبؒ میں ایسی کشش و انجذابی کیفیت پیدا کر دی کہ آپ بے خود ہو کر بغیر زاد راہ سفر پا پیادہ خانۂ محبوب (کعبۃ اللہ) کی زیارت کے لیے کھنچے چلے گئے۔ آپ نے اپنے عام متوسلین و اہل خاندان حتی کہ اپنی والدہ ماجدہ سے بھی اس کو مخفی رکھا لیکن شاہ محمد عاشقؒ اس وقت بھی نہ صرف اس راز سے آگاہ بلکہ شریک سفر رہے۔ کھنبات پہنچے تو حضور انور صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنی آغوش رحمت میں بھر لیا، اپنا لباس اطہر عطا فرما کر، بشارات خاصہ سے نواز کر مقام "سکینت" عطا فرمایا اور وعدۂ فردا فرما کر وطن واپس جانے کا حکم دیا۔ چنانچہ آپؒ کھنبات کی بندرگاہ سے واپس تشریف لے آئے۔ اس مبارک سفر کے دلچسپ مکاشفات و مبشرات خاص شاہ صاحبؒ کے حالات سے معلوم ہوں گے۔

۱۱۴۳ھ میں جب شاہ صاحبؒ نے دوبارہ حرمین شریفین کا سفر فرمایا تو آپ منجملہ دیگر مسترشدین کے شاہ صاحبؒ کے ہمرکاب ہوئے۔ نیز آپ کے حضرت والد ماجدؒ بھی جو اس وقت لاہور میں مقیم تھے ہمراہ ہو گئے۔ ہر ہر قدم پر شاہ صاحبؒ نے نزول برکات خاصہ میں آپ کو بھی شریک فرمایا۔ اور عنایات و نوازشات سے لمحہ بہ لمحہ دستگیری فرمائی۔ اسی سفر میں آپ کو مرتبۂ فنا فی الشیخی حاصل ہوا۔

---

(۱) صفحہ ۱۸۹　۔　(۲) جاذبہ۔ وہ کیفیت و حال جو بلا تکلف و بلا جد و جہد و کلفت سالک کو حاصل ہو اور عبد کو معبود کی قربت عطا کرے۔ منہ ۱۲

حرمین شریفین کے سفر ۱۱۴۳ھ تا ۱۱۴۵ھ میں آپ برابر شاہ صاحبؒ کے ہمراہ رہے۔ اس دوران بھی شاہ صاحب کی عنایت کا یہ حال تھا کہ ایک ساعت بھی ان کو اپنے سے جدا نہ فرماتے۔ حالتِ بیداری میں اپنی نگاہوں کے سامنے رکھتے اور حقائق و معارف سے آگاہ فرماتے رہتے تھے حتیٰ کہ شب کو جب بسترِ خاص پر استراحت فرماتے تو آپ کو اپنے پہلو میں (بلا فصل) استراحت کا حکم فرماتے۔ حرمین شریفین میں آپ کے بھی وہی اساتذہ تھے جو شاہ صاحب کے تھے۔ جیسا کہ شیخ ابو طاہر کرویؒ کے اجازت نامہ سے ظاہر ہوتا ہے۔ دورانِ قیامِ حرمین شریفین شاہ صاحبؒ کے تصانیف القول الجمیل، انتباہ فی سلاسل اولیاء اللہ و رسالہ انتصار و فیوض الحرمین کی اشاعت دیگر ممالک اسلامیہ میں آپکی ہی کاوشِ قلم کا نتیجہ تھی۔

شاہ صاحب کی مشہور و معروف تصنیف فیوض الحرمین جو اُن کے وارداتِ قلب کا زندہ و تابندہ نمونہ ہے آپ ہی کے پیہم اصرار و تقاضوں سے عالمِ شہود میں آئی۔

ملک کے گوشہ گوشہ میں جب خانہ جنگی کا بازار گرم تھا اور باغیانہ قوتوں نے سر ابھار رکھا تھا۔ بادشاہوں اور امرائے سلطنت کی غلط کاریوں اور کوتاہ اندیشیوں نے تمام شیرازہ کو منتشر کر دیا تھا۔ ان تلخ، ناگفتہ بہ اور نازک حالات میں ایک ذات اقدس شاہ صاحبؒ ہی کی تھی جو یدِ بیضا کا کام دے رہی تھی اس کے انسداد اور انجام کے انکشاف کے سلسلہ میں بار بار شاہ محمد عاشقؒ ہی آپ سے استکشاف کرتے رہے اور آپ اُنکو آئندہ رونما ہونے والے واقعات و حالات سے آگاہ فرماتے رہتے۔

آپ کے اربعینات (چلہ کشی) کے دوران حجرۂ اعتکاف میں کسی کو اندر جانے کی اجازت نہ تھی لیکن شاہ محمد عاشقؒ ان پابندیوں سے مستثنیٰ تھے۔ چنانچہ ایک جگہ بیان کرتے ہیں:

| | |
|---|---|
| "در اعتکافات اربعینہ حضرت ایشاں قریب ہفت کرہ طفیلیٔ آنجناب شدہ" | "حضرت اقدس کے اعتکافات اربعینہ میں تقریباً سات مرتبہ میں آپکا ہمراہی ہوا" |

شاہ صاحبؒ کی کمالِ توجہ و عنایت کا بھی یہ حال تھا کہ اگر اتفاقاً کسی مجبوری کے باعث شاہ محمد عاشقؒ

آپ کی چلہ کشی کے دوران موجود نہ ہوتے تو آپ بذات خود ان تمام واردات و مشاہدات سے جو آپ کو چلہ میں ہوتے تقریراً و تحریراً بہ کمال عنایت آپ کو مطلع فرماتے یا ان مشاہدات کو براہ راست بوجہ بُعد آپ کے قلب پر القا فرماتے تھے۔ اپنے ایک مکتوب میں جو شاہ محمد عاشق صاحب کے نام ہے تحریر فرماتے ہیں۔

"حقائق ومعارف آگاہ سجادہ نشین اسلاف
کرام عزیز القدر میاں محمد عاشق سلمہ اللہ
تعالیٰ وابقاہ - از فقیر ولی اللہ عفی عنہ
بعد از سلام مطالعہ نمایند مکاتیب
بہجت اسالیب ایشاں رسید چوں
مشعر بودند باآں کہ دریں اعتکاف نمی
توانند رسید - حالتے عجیبے بہم آمد نظر
بر انسے کہ بسبب ملاقات ایشاں حاصل
می شد انقباضے روئے آورد - ونظر باآں
کہ منصوب برائے کارے اقامت شاں
دراں محل از مستحسنات شمردہ شدہ
آں روز کہ بدر شدی نمی دانستی کانگشت
نمائی عالمے خواہی شد - بالجملہ تلافی ایں
مفارقت صوریہ ضروریہ بخاطر نشست کہ
دریں اعتکاف در اوقاتے کہ باایشاں
بالمشافہہ سخن از دقائق معرفت می رفت
مخاطبہ با صورت مثالیہ ایشاں کردہ
بقدر میسور در اوراق چند انچہ بخاطر افتد

"حقائق ومعارف آگاہ سجادہ نشین
اسلاف کرام عزیز القدر میاں محمد عاشق
سلمہ اللہ تعالیٰ وابقاہ - فقیر ولی اللہ کی طرف
سے بعد سلام معلوم ہو کہ تمہارا نامہ فرحت خیز
پہنچا جس سے یہ معلوم ہو کہ تم اس اعتکاف
میں نہیں پہنچ سکتے، میرا تو عجیب حال ہو گیا
تمہاری ملاقات سے جو اُنس وسکون حاصل
ہوتا ہے اس کے حاصل نہ ہونے سے بہت
رنج ہوا - اور پھر اس بات کو سوچ کر کہ جو
جس کام کے لیے جہاں مقرر ہیں اُن کا اسی
مقام پر رہنا مناسب ہے ـ اس دن
جس دن کہ تم ماہتاب بن کر چمکو گے (مفاقات
عالیہ عطا ہونگے) تم نہیں جانتے کہ تم
ایک دن مرجوع خلائق ہو جاؤ گے -
ایک عالم تم کو دیکھ کر انگشت بدنداں رہ
جائے گا - بہر حال یہ بات دل میں بیٹھ گئی
ہے کہ اس ظاہری جدائی کی تلافی ضرور ہونا
چاہئے اور اسکی صورت یہ ہے کہ اس اعتکاف

نوشتہ شود تا برنگ المکاتبۃ نوع
المخاطبۃ پدید آید خصوصیات دیگر
کہ آنجا حضور و غیب یکساں است
در گفت نمی آید آں را حوالہ بضمیر . . .
ایشاں کردیم - والسّلام" (۱)

یں ان اوقات میں جن میں حقائق و معارف
رو در رو ہوں تمہاری صورت مثالیہ سامنے
رکھ کر تمکو مخاطب کیا جائے گا اور اس وقت
جو کچھ تمہارے دل پر وارد کیا جائے اسے
بقدر اپنی ضرورت لکھ لیا جائے تاکہ
مکاتبت جو ایک قسم کی ہم کلامی ہے ثابت ہو جائے
دیگر خصوصیات یہ کہ وہاں حضور و غیب
یکساں ہے جو زبان سے ادا نہیں ہو سکتا۔
اسکو تمہارے .... دل کے سپرد کیا۔ والسلام۔

(جامی مکن اندیشۂ نزدیکی و دوری لاقرب ولا وصل ولا بعد ولا بین)

(اے جامی نزدیکی و دوری کا اندیشہ مت کرو اسلئے کہ راہ محبت میں نہ قربت کچھ ہے نہ وصال نہ دوری کچھ ہے اور نہ جدائی۔)

شاہ صاحبؒ کے اس مکتوب نے شاہ محمد عاشقؒ کو بڑی ڈھارس اور تسلّی دی۔ وہ بیان کرتے ہیں کہ اس عنایت نامہ کے موصول ہونے کے بعد میں نے اپنے ہی وطن میں اعتکاف کیا اور جو فوائد اور مشاہدات مجھے ہوئے ان کو بیان کرنے سے میری زبان و قلم دونوں قاصر ہیں۔

بہ آں تسلی ایں عاجز ہم در وطن رجاءً لتلک
المخاطبات وتعرضا لہٰذہ النفحات اعتکاف
اربعین اختیار نمود۔ پس در آں میان
انچہ از برکات وفیوض معنویہ افادہ
فرمودند چہ بیاں نماید کہ شکم آں
آں از احاطۂ تقریر و تحریر بیروں ست

اس تسلی کی بدولت اس عاجز نے بھی
ان مخاطبات پر امیدوار ہو کر اور ان نفحات
کو مد نظر رکھتے ہوئے اعتکاف کیا اور اسمیں
جو برکات وفیوضات معنویہ حضرت اقدس
نے افاضہ فرمائے کیا بیان کئے جائیں۔
جس کا شکر ادا کرنا میرے بس کے باہر ہے۔

وافزوں ست سے گر بر تن من زباں شود
ہر موئے ۔ یک شکر تو از ہزار نتوانم کرد

اگر میرے بدن کے ہر روئیں کو قوت گویائی عطا ہو جائے تب بھی تیرے ہزار شکروں سے ایک بھی شکر ادا نہیں ہو سکتا۔

بعض مواقع پر اپنے رشحات قلم سے جن بشارت عظیمہ سے آپ کو نوازا ہے اس سے بخوبی یہ اندازہ ہوتا ہے کہ مرشد کامل کی نگاہ حق بیں میں اپنے حق شناس مرید کی کیا اہمیت تھی ان کے بارے میں جو ارشاد فرمایا ہے وہ قابل غور ہے۔

والذی نفسی بیدہ لانت احب و افضل واوقع فی القلب فلعلک لاتعلم ھذہ الدقیقۃ او اغمضت عنھا ولولاک ماکنا ولاکانت الدنیا[1]
تاخدا ہست دریں معرکہ ما ہم ہستیم

قسم اس ذات کی جس کے قبضہ میں میری جان ہے تم مجھے سب سے زائد محبوب افضل اور میرے قلب میں سمائے ہوتے ہو شاید تم اس راز سے واقف نہیں ہو ۔ یا تم چشم پوشی کر رہے ہو اگر تم نہ ہوتے تو ہم نہ ہوتے اور ہم نہ ہوتے تو دنیا نہ ہوتی۔

بعد ازاں تحریر فرماتے ہیں :-

واشہد للہ باللہ انہ صفوۃ اللہ فی خلقہ وحجۃ اللہ فی ارضہ وانہ سر الاسرار ونور الانوار وانہ مہب النفحات ومعدن البرکات وانہ سابق السباق والبدیع النادر فی الآفاق وانہ صاحب صدق وجنان حق وانہ للاولیاء

میں یہ بات اللہ کو گواہ کر کے کہتا ہوں کہ وہ اسکی مخلوق میں برگزیدہ ہستی ہیں اور اسکی زمین میں حجت ہیں، صاحب اسرار و انوار اور صاحب نفحات ہیں، برکتوں کی کان ترقی کرنے والوں میں سب سے سبقت کرنے والے آفاق میں نادر عجوبہ روزگار صاحب صدق ویقین وصاحب جنان ہیں اولیائے کاملین میں کریم ابن کریم

---

لہ ص ۱۸۹-۱۸۸ ۔ کہ ص ۱۹۱

| | |
|---|---|
| کریم ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم | ابن کریم ابن کریم جیسے حضرت یوسف |
| کما کان یوسف الصدیق بشہادۃ نبینا | صدیقؑ ہمارے نبی کی شہادت کے مطابق |
| صلوٰۃ اللہ علیہما فی الانبیاء الکریم | انبیاء علیہم السلام میں کریم ابن کریم ابن کریم |
| ابن الکریم ابن الکریم ابن الکریم | وہ میرے اسرار کے مخزن اور میرے |
| وھو معدن اسراری وحامل | انوار کے حامل ہیں۔ میرے قلب ونظر |
| انواری قلبی معہ ابداً ونظری الیہ | ہمیشہ ان کے ہی ساتھ ہیں ان کا ہاتھ میرا ہاتھ |
| سرمداً۔ یدہ کیدی ومحبتہ | ہے انکی محبت میری محبت، انکے اقوال و |
| کمحبتی وقولہ کقولی وفعلہ کفعلی | افعال یہ سب دراصل میرے اقوال و افعال |
| ورضائہ بعینہ رضائی وکشفہ | ہیں۔ ان کی رضا اور کشف وجدان[1] عین |
| ووجدانہ ھو بعینہ کشفی ووجدانی | میری رضا اور کشف وجدان ہیں سہ |
| سہ آنکہ تو از نام تو می بارد عشق | تم وہی ہستی ہو جسکے نام ہی سے عشق برس رہا ہے |
| واز نامہ و پیغام تو می بارد عشق | (یعنی اسم با مسمیٰ ہو) اور تمہارے نام و پیام سے |
| عاشق شود آنکس کہ بکوئے گزرد | عشق کی بارش ہو رہی ہے جو ہستی بھی |
| آرے ز در و بام تو می بارد عشق[3] | تمہاری گلی سے گزر جاتے ناممکن ہے کہ مرض عشق |

میں مبتلا [illegible]

اپنی تصنیف فیوض الحرمین میں فرماتے ہیں کہ تفطن اخی محمد عاشق بسر عجیب۔ میرے بھائی محمد عاشق عجیب نکات و اسرار و رموز سے بخوبی واقف اور آگاہ ہیں۔

اپنے ایک مکتوب میں جس اپنائیت کی عبارت سے آپکی فضیلت کو سراہا ہے وہ شاہ محمد عاشق ہی کا حصہ ہے۔ لکھتے ہیں کہ، اگر بجانب برادر عزیز محمد عاشق دیدہ می شود قرۃ عینی دیگر حاصل

---

[1] واضح ہو کہ اہل اللہ وصوفیائے کرام نے اس قسم کے الفاظ خلافت کے سلسلہ میں صرف اسی کیلئے فرمائے ہیں جو بالکل ان کا ایسا ہو نہ عام خلفاء کیلئے اور اسی کو خلافت کبریٰ کہتے ہیں منہ ۱۲ ۔

[2] وجدان سے مراد ذات حق کو ہر جگہ اور ہر شے میں پانا اور اسمیں گم اور مستغرق ہو کر اس سے لذت روحانی حاصل کرنا ہے۔

[3] صفحہ ۲۴

می شود لطائف کامنہ ایشاں بغایت آگاہ لطیفۂ روح ایشاں گداز سے طرفہ دارد" (جب بھی عزیز بھائی محمد عاشق کی طرف نگاہ کرتا ہوں تو آنکھوں کو ایک خاص قسم کی ٹھنڈک حاصل ہوتی ہے۔ ان کے لطائف کامنہ حد درجہ آگاہ اور ان کا لطیفۂ روح ایک عجیب قسم کی گدازگی رکھتا ہے)۔

پھر لکھتے ہیں:۔

"خداوندا۔ کرم عمیم تو بہمہ کس فرا رسیدہ و ہر کس را بایست دلے میدہی۔ ایں مسکین را ہم بروئیت تجلی حضرت تو بر نفس ناطقہ محمد عاشق قریر العین و مسرور القلب گرداں۔ آمین یا رب العٰلمین"۔ [۱]

(بار الٰہا! تیرا کرم خاص و عام سب کے شامل حال ہے اور جس کی جو بھی حاجت ہے وہ تو پوری فرماتا ہے۔ اپنی تجلی ذاتی سے جو محمد عاشق کے نفس ناطقہ پر ہو اس عاجز کی بھی آنکھوں کو ٹھنڈک اور اس کے دل کو مسرت عطا فرما۔ آمین یا رب العٰلمین)۔

پھر ایک دوسرے مکتوب میں تحریر فرماتے ہیں:۔

"کم روزے می گذرد کہ یاد ایشاں بدل نمی گذرد۔ نہ آں یاد کہ نصیب بیگانگاں یا آشنایاں یا اخوان یا امثال ایشاں باشد۔ بل ذکر الشی لنفسہ ولحن بہ"[۲] (شاید ہی کوئی ایسا دن گزرتا ہو جو تمہاری یاد دل کو نہ ستاتی ہو۔ تم اسے اس یاد کی طرح نہ سمجھنا جو عام طور پر دوست احباب کی ہوتی ہے بلکہ یہ دوسری ہی چیز ہے۔)

پھر ایک مقام پر تحریر فرماتے ہیں:۔

"امیدواری از فضل حضرت باری آن ست کہ چوں عکوس برایائے تجلی اعظم با حقیقت تجلی اعظم پیوند داشتہ گردد اگر دعکوس جمع گردد و ما دشما آسودہ الی ابد الآباد بہم قریں یکدیگر باشیم وصالاً لا افراق بعدہٗ وانبساطاً لا انقباض بعدہٗ [۳] لک یا علی یا علی عہد مودۃ — تینمو ولا تفنی ولا تغیر"[۴]

---

[۱] صف ۲۹۳ — [۲] صہ ۲۹۲ — [۳] صو ۲۹۴ — [۴] صہ ۲۸۹

[ع] مراد روح انسانی ہے اور قلب جب مصفٰی و مجلّٰی ہوجاتا ہے تو وہ بھی روح کا رنگ اختیار کر لیتا ہے اسی وجہ سے بعض حضرات صوفیہ نے قلب کو نفس ناطقہ کہا ہے۔ ۱۲

(اللہ کے فضل وکرم سے اسکی پوری امید ہے کہ جب تجلی اعظم کے مشاہدہ کے عکوس تجلی اعظم کی حقیقت میں مل جائیں اور اس کی شعاعیں ان کے عکوس کے گرد جمع ہوجائیں ہم اور تم ابدالآباد تک ایک دوسرے کے قریب آسودہ ہوجائیں اور ایک ایسا وصال ہو جس کے بعد کوئی فراق نہ ہو اور ایسا انبساط ہو جس کے بعد کوئی انقباض نہ ہو۔ اے علی۔ اے علی مجھ سے تم سے نسبت عشقی کا وہ مستحکم عہد و پیمان ہے جو روز بروز بڑھتا ہی رہے گا وہ نہ کبھی ختم ہوگا اور نہ اس میں کسی طرح کا تغیر ہوگا۔

پھر دوسرے مقام پر تحریر فرماتے ہیں کہ: "اگر بیش ازیں قلم راتم سخن از قانون مخاطبات بدر می افتد ؎ وتزعم انک جرم صغیر وفیک انطوی العالم الکبیر[1]

(اگر میں اس سے زائد لکھوں تو بات بہت آگے بڑھ جائے گی۔ ؎ تم سمجھتے ہو کہ تم ایک معمولی اور حقیر سا جسم ہو حالانکہ تمہارے اندر ایک بڑا عالم پوشیدہ ہے)"

اور ایک ہندی شعر بھی تحریر فرماتے ہیں:

میری من رت بسے جسکو دیکھ مجھے چین — گلی گلی اب کیوں پھرے کون کو، کے دن رین

شاہ صاحبؒ نے جہاں کہیں بھی تحریری طور پر آپ کو خطاب فرمایا ہے یا مکتوبات میں آپ کو مخاطب کیا ہے ہر جگہ "حقائق و معارف آگاہ عزیز القدر سجادہ نشین اسلاف کرام شیخ محمد عاشق سلمہ اللہ تعالیٰ" جیسے الفاظ سے آپ کو نوازا ہے۔

اپنے پیر و مرشد کی بارگاہ میں آپ کو وہی قرب و منزلت و مرتبہ محبوبیت حاصل تھا جو حضرت علی کرم اللہ وجہہ کو بارگاہ رسالت میں۔ جیسا کہ آپ کے مرشد کامل نے آپ سے بھی ارشاد فرمایا "تم میرے لیے ویسے ہی ہو جیسے رسولؐ کے علیؓ"

شاہ محمد عاشق صاحب کی زندگی میں ہم کو جو چیز سب سے زائد نمایاں نظر آتی ہے وہ ہے ان کی شاہ صاحبؒ کی خدمت میں شب و روز حاضری اور آپ کے علمی، ادبی اور روحانی حلقوں سے متواتر استفادہ۔ جو شاہ صاحبؒ کی قربت کا مزید سبب بنے۔ غرضیکہ نشست و برخاست

---

(۱) ص ۲۹۲

سفر و حضر، خلوت و جلوت میں شاہ صاحب کی ہمدوشی و ہم نشینی نے ان پر ایسا چوکھا رنگ چڑھایا جو مدت العمر ماندنہ ہوا۔ بلاشبہ یہ شخصیت شاہ محمد عاشقؒ ہی کی تھی جن کی مساعی جمیلہ سے شاہ صاحبؒ کے ارشادات، واقعات، حالات، واردات اور افادات جو رفاہ خاص و عام کے سلسلہ میں آپ کے نتائج قلم کا نتیجہ ہیں منظر عام پر آئے۔

آپ کے منجملہ فضائل میں سے ایک یہ بھی ہے کہ آپ تین بار شاہ صاحبؒ کی بیعت سے مشرف ہوئے۔ بار اوّل شیخ بزرگ شاہ عبدالرحیم کے مزار پُر انوار پر، بار دوم شاہ صاحبؒ کی سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم سے اویسی بیعت کے بعد شب قدر میں دوران قیام حرمین شریفین وقت تہجد میزاب رحمت کے نیچے۔ بار سوم حضرت اقدسؒ کی مراجعت وطن کے بعد جب وہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت سے ایک واقعہ میں مشرف ہوئے اور آپؒ نے بیعت لی۔ شاہ محمد عاشق بیان کرتے ہیں کہ:

"اول شخصے کہ بعد ایں واقعہ مبارکہ بہ خدمت کرامت منقبت حضرت ایشاں باں حیثیت شرف بیعت حاصل نمود ایں عبودیت نہاد۔ وتلک بیعۃ ثالثۃ ۔" (میں پہلا شخص ہوں جو اس واقعہ مبارکہ کے بعد حضرت اقدس کی بیعت سے سرفراز ہوا اور یہ تیسری بیعت تھی)(۱)

شاہ صاحبؒ کے وصال (وغیرہ) کے بعد آپ کے بڑے صاحبزادہ شیخ محمد صاحب پر آپکی مفارقت کی وجہ سے رقت طاری تھی۔ یہ مشاہدہ کیا کہ حضرت اقدس تشریف لائے اور پوچھا کہ کیوں روتے ہو انھوں نے عرض کیا کہ ہم کو اس دنیا میں بے یار و مددگار اور تنہا چھوڑ کر کس کے سپرد کیے جاتے ہیں آپ نے انکو تسلی دیتے ہوئے شاہ محمد عاشق کی طرف اشارہ کر کے فرمایا کہ یہ تو موجود ہیں پھر فکر کس بات کی۔ اور مزید تاکید کے لیے پانچوں صاحبزادوں کے ہاتھ فرداً فرداً شاہ محمد عاشق صاحب کے ہاتھ میں دیدیئے۔(۲)

آپ نے شاہ صاحبؒ کی بیش بہا صحبتوں سے جو باطنی فیوض حاصل کیے وہ تو کیے ہی لیکن رشد و ارشاد کے باوجود فن تصنیف سے ذرا بھی پہلوتہی نہ کی چونکہ شاہ صاحبؒ کے

---

(۱) صفحہ ۹۰ ہم (۲) صفحہ ۲۶۵

آئینہ کمال تھے۔ لہٰذا ان خصوصیات کا اس آئینہ میں منعکس ہونا لازمی تھا۔ آپ کی چند تصانیف جن کے نام معلوم ہوسکے حسب ذیل ہیں:

(۱) تذکرۃ الاوقات فلک النفحات ـ یہ بعض آیات کریمہ کی تفسیر کے سلسلہ میں ہے جس میں حقائق و معارف و رموز و نکات جو حضرت اقدس کی زبان مبارک سے سُنے، تحریر کیے ہیں۔

(۲) درایات الاسرار۔ اسرار قرآنیہ کی تفصیل میں یہ کتاب حضرت اقدس کے حکم کے بموجب آپ نے تصنیف فرمائی۔

(۳) القول الجلی فی آثار الولی ـ یہ مبسوط کتاب خود حضرت شاہ صاحبؒ کے حالات میں تالیف فرمائی۔ شاہ صاحبؒ نے مقام رابغ (نزد مدینہ طیبہ) میں آپ کو اپنے حالات و واردات و مشاہدات کو قلم بند کرنے کا حکم فرمایا چنانچہ آپ نے اسی وقت سے تعمیل حکم شروع کردی جسے وقتاً فوقتاً شاہ صاحبؒ بنظر اصلاح ملاحظہ فرماتے رہے۔

(۴) سبیل الرشاد ـ یہ فن تصوف و سلوک میں جامع کتاب ہے۔ فارسی میں ہے اور جو طبع ہوچکی ہے

(۵) کشف الاحجاب عن رموز فاتحۃ الکتاب ـ اس میں سورہ فاتحہ کے اسرار و رموز بیان کیے ہیں۔

(۶) شرح الاعتصام من تعلیم ولی الانعام۔

آپ کی تاریخ وفات کے بارے میں باوجود جستجو اور تلاش بسیار یہ پتہ نہیں چلتا کہ کس ماہ میں ہوئی اور کیا اسباب ہوئے۔ شاہ عبدالعزیز صاحبؒ کے ایک مکتوب سے جو انھوں نے شاہ ابوسعید حسنی رائے بریلویؒ کے نام تحریر فرمایا ہے، صرف اتنا پتہ چلتا ہے کہ آپ کی وفات ۱۱۸۰ھ یا ۱۱۸۷ھ میں ہوئی[1] ـ برد اللہ مضجعہم۔

نہ حسنش غایتے دارد نہ سعدی را سخن پایاں
بہ میرد تشنہ مستسقی و دریا ہم چناں باقی

---

(۱) نزہتہ الخواطر الجزء السادس رسالہ الرحیم ۱۹۶۶ء ـ امام شاہ ولی اللہ ـ عبدالقیوم مظاہری۔